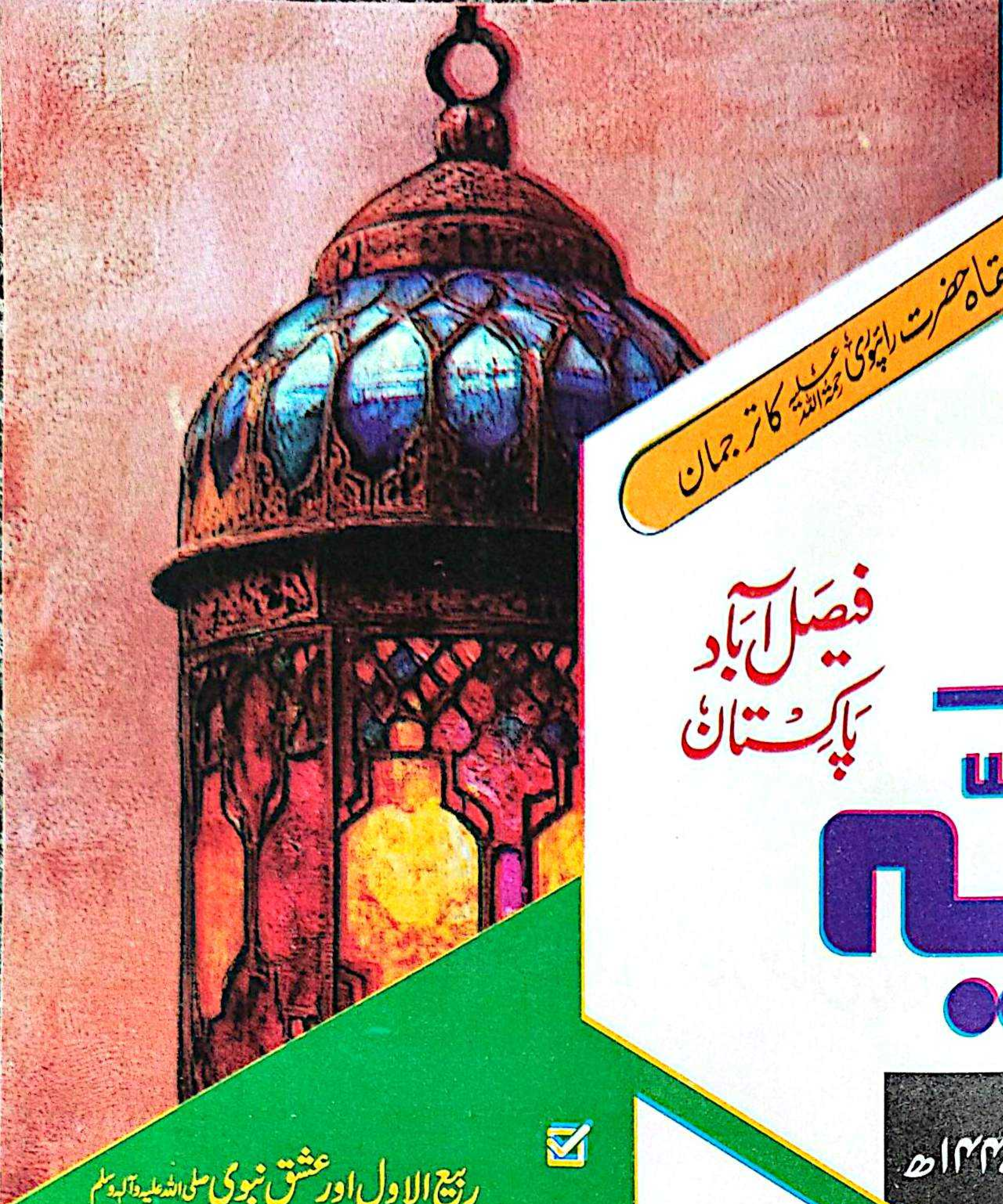

خانقاہ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

ماہنامہ ملّیہ

فیصل آباد پاکستان

ربیع الاول ۱۴۴۷ھ

ستمبر 2025ء

- ربیع الاول اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی
- محبت واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- نبوی لیل ونہار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- مجلس نفیس

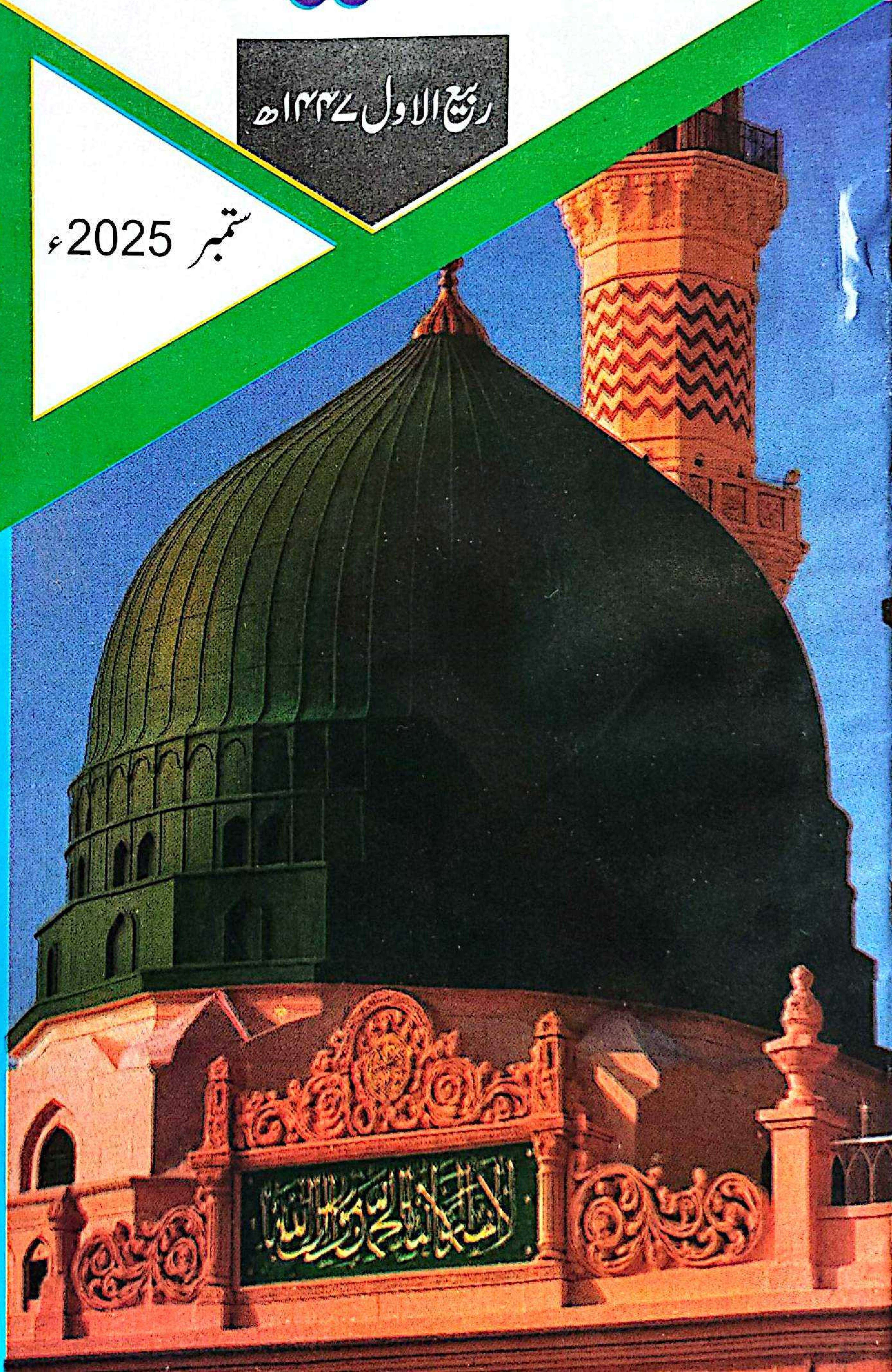

بیاد

ابن نفیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد

041-8711569

www.milliafsd.com

ابنِ انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

منظوم ترجمہ اشعارِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وَاَحسَنَ مِنکَ لَم تَرَ قَطُّ عَینِی
نہیں دیکھا مری آنکھوں نے تجھ جیسا حسیں کوئی

وَاَجمَلَ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ
نہیں ماں جن سکی دنیا میں تجھ سا مہ جبیں کوئی

خُلِقتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیبٍ
مبرّا سارے عیبوں سے جہاں میں ہے کیا پیدا

کَأَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ
بنایا تجھکو ویسا ہی کہ چاہا تو نے خود جیسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے

خانقاہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

ماہنامہ ملیہ

فیصل آباد پاکستان

ربیع الاول ۱۴۴۷ھ

شمارہ نمبر 3 جلد نمبر 22

بمطابق ستمبر 2025ء

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بعد

مولانا انیس الرحمن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ

ابن انیس حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ — خلیفہ مجاز سید نفیس الحسینی

فہرست مضامین

* ربیع الاول اور عشق نبوی ﷺ — مولانا حماد الرحمن لدھیانوی 2
* ظہور قدسی ﷺ مولانا ابوالکلام آزادؒ 6
* میثاق مدینہ منورہ 8
* محبت واطاعت رسول ﷺ 12
* مجالس حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ 15
* مجلس نفیس 19
* تاریخ ختم نبوۃ تاریخ کے آئینے میں 21
* نبوی لیل ونہار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 26
* بلغ العلی بکمالہ از: قاری عبدالسلام مظفر صاحب 29
* خواتین کے صفحات خادمۃ القرآن 36
* بچوں کے صفحات 39

مدیر: مولانا حماد الرحمن لدھیانوی

مدیر مسئول: مولانا جواد الرحمن لدھیانوی

فی شمارہ 80 روپے

پاکستان میں سالانہ 1000 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 100 امریکی ڈالر

رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ

محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن فیصل آباد پاکستان

041-8711569
0321-6611910

ناشر: حبیب الرحمن لدھیانوی

مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد

ربیع الاول اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حماد الرحمن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد!

ربیع الاول کی آمد آمد ہے، ان دنوں اہل ایمان اسے منانے کے لئے خصوصی اہتمام کے ساتھ جلسے جلوس اور مجالس منعقد کرتے ہیں، خصوصاً ملک عزیز پاکستان میں تو ایک طوفان آجاتا ہے، جسے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت کا نام دیا جاتا ہے، اسی عقیدت کے عنوان سے راستوں کی بندش کے علاوہ ایسے بہت سے کام کیے جاتے ہیں جو کہ ایک امتی کی شان نہیں ہے، دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ ہر سال مختلف عنوانات سے اس کو بڑھاوا دیا جارہا ہے، اسی لئے اس میں اتنی خرافات جمع ہوگئی ہیں کہ سمجھدار لوگ اس کو اس انداز میں منانے کے قائل نہیں رہے، حتی کہ اس کے حامی علماء بھی اسے منانے سے کترانے لگ گئے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ اب عوام میں بھی وہ قبولیت باقی نہیں رہی، نہ ہی وہ جذبہ باقی رہا ہے جس کے لئے اسے شروع کیا گیا، بلکہ لوگوں کے بعض برے اعمال وخرافات کو دیکھ کر اب عوام کو کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے، یہی بات جب علماء حق کہتے تھے تو ان پر گستاخ اور کافر تک کے فتوے لگائے گئے،

ربیع الاوّل وہ مبارک مہینہ ہے، جس میں رب العالمین نے محسنِ انسانیت، پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتِ مجسم بنا کر اس خاکدانِ عالم میں بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روشن تعلیمات اور نورانی اخلاق کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف کفر وشرک اور جہالت کی مہیب تاریکیوں کو دور کردیا؛

بلکہ لہو ولعب، بدعات ورسومات اور بے سروپا خرافات سے مسخ شدہ انسانیت کو اخلاق و شرافت، وقار وتمکنت اور سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کردیا۔

اس محسنِ اعظم کا حق تو یہ تھا کہ ہمارے قلوب ہر لحظہ اس کی عظمت واحترام سے معمور اور ہمارے دلوں کی ہر دھڑکن اس کی تعظیم وتوقیر کی ترجمان ہوتی، ہمارا ہر عمل اس کے اسوہ پاک کا نمونہ اور ہر حرکت وسکون اس کی سنتِ مطہرہ کے تابع ہوتا گویا ایک مسلمان کی مکمل زندگی سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تذکار اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر ہونی چاہیے۔ نہ یہ کہ دیگر اہل ادیان وملل کی طرح ہم بھی اس نبی برحق کی یادو تذکرہ کے لیے چند ایام کو مخصوص کرلیں اور پھر پورے سال بھولے سے بھی اس کی سیرت واخلاق کا ذکر زبان پر نہ لائیں۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں زندگی کے جتنے لمحات بھی گذر جائیں، وہ ہمارے لیے سعادت اور ذریعہ نجاتِ آخرت ہیں۔

لیکن آہ کہ! آج رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی، ابی، وامّی کے نام لیوا اور اس کے عشق ومحبت کے دعویدار ماہِ ربیع الاوّل میں ''عید میلاد النبی'' کے دلنشیں نام پر جو وقتی اور بے روح محفلیں منعقد کرتے ہیں، اس کے تصور ہی سے روح تھرا اٹھتی ہے اور کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی یہ کیسی بدبختی وبدنصیبی ہے کہ سیرت پاک اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس ہڑبونگ، غل غپاڑہ اور طوفانِ بے تمیزی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کچھ دیر کے لیے شیطان بھی شرما جاتا ہے۔ دل کی دنیا تاریک وتباہ ہوتی جارہی ہے؛ مگر اس کی فکر سے بے پرواہ بازاروں کے گلی اور کوچے برقی قمقموں سے منور اور خوشنما جھنڈیوں سے سجائے جاتے ہیں۔ چار چار اور چھ چھ گھنٹے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جلوس میں گذار دیئے جاتے ہیں؛ مگر اسلام کے رکنِ اولیں نماز کا خیال تک نہیں آتا۔ میلاد النبی کے ان جلسوں اور جلوسوں میں فکر ننگ وناموس سے بے نیاز ہوکر مردوں اور عورتوں کا جس طرح اجتماع اور اختلاط ہوتا ہے عہد جاہلیت کا جشن نوروز بھی اس کے آگے ماند پڑ جاتا ہے۔ اور قوم وملت کا اس قدر سرمایہ ان سطحی اور غیر شرعی مجلسوں کی زیبائش وآرائش پر صرف ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ بھی دشوار ہے۔

محسنِ کائنات کے عشق کے مدعیو! ذرا کچھ تو غور وفکر اور ہوش سے کام لو وہ دعویِٰ محبت یکسر فریب ہے جو اطاعت واتباع سے خالی ہو۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ۔۔۔ لِأَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ يُطِيعُ

تم زبان سے محبتِ رسول کا دم بھرتے ہو؛ مگر تمہارے طور طریقے اور اعمال و اشغال تعلیماتِ رسول، ہدایاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر خلاف ہیں۔ ہادیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل آخری وقت میں جب کہ نبض ڈوب رہی تھی اور نزع کا عالم طاری تھا تمہیں نماز کی وصیت فرمائی تھی۔ غیر محرم عورتوں سے اختلاط تو بڑی چیز ہے، ان کی جانب نظر اٹھانے کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین وایمان کی ہلاکت قرار دیا تھا۔ بیجا اسراف اور فضول خرچی سے تمہیں باز رہنے کی مو؟ کد ہدایت فرمائی تھی؛ لیکن آج انھیں کے نام پر ان جلسوں جلوسوں میں تم وہ سب کچھ کرتے ہو جس سے تمہارے محسن نے روکا تھا۔

خدارا ہوش میں آؤ اور دیکھو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے اور تم ہو کہ ان سطحی اجتماعات اور غیر شرعی رسومات میں اپنی طاقت، سرمائے اور وقت کو برباد کر رہے ہو اور اس طرح اپنی دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی بھی اپنے ہاتھوں خرید رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی اللہ کے احکام کے پورا کرنے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے میں ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (المومنون)

(جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آجائے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہوجائے۔)

ایک موقع پر ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

(جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے (یہ دنیا میں ہوگا اور آخرت میں) انکے اچھے کاموں کے بدلے میں ان کو اجر دیں گے)

ان آیات پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہم اپنے اعمال و اخلاق کے ذریعہ اپنے آپ کو موردِ

آفات اور مستحقِ عذاب بنا رہے ہیں یا دنیا میں حیاتِ طیبہ (راحت کی زندگی) اور آخرت میں اجر و ثواب کے لائق بن رہے ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَلِسَانَهُ صَادِقًا وَنَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيقَةَ مُسْتَقِيمَةً وَجَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَعَيْنَهُ نَاظِرَةً (الحدیث رواہ الامام احمد فی مسندہ ۸۴۱/۵)

یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے دل کو ایمان کے لیے خالص کرلیا اور اپنے دل کو (کفر وشرک اور نفسانی رذائل) سے پاک وصاف کرلیا، اپنی زبان کو سچا رکھا اپنے نفس کو مطمئن بنالیا (کہ اس کو اللہ کی یاد سے اور اس کی مرضیات پر چلنے سے اطمنان وسکون ملتا ہو) اپنی طبیعت کو درست رکھا (کہ وہ برائی کی طرف نہ چلتی ہو) اپنے کان کو حق سننے والا بنایا اور اپنی آنکھ کو (ایمان کی نگاہ سے) دیکھنے والا بنایا۔

قرآن وحدیث میں یہ مضمون بار بار مختلف اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی اللہ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں منحصر ہے۔ اللہ رب العزت کی اطاعت وفرماں برداری ہی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی اور معیار ہے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي الآیۃ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو! (بغیر اتباعِ الٰہی کے دعوائے محبت خود فریبی ہے؛ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو یک گونہ مذاق واستہزاء ہے) (نعوذ باللہ منہ)

اس لیے ہم سب کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت کرتے ہوئے یہ میلاد النبی، اجلاس وجلوس، ہمیں فلاح وکامیابی کی جانب لے جارہے ہیں یا دنیا وآخرت کی ناکامی اور خسارے کی جانب۔ (مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی)

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

ظہورِ قدسی

امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا ابوالکلام آزاد

’’رات لیلۃ القدر بنی ہوئی نکلی اور ’’خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْر‘‘ کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ مؤکلانِ شبِ قدر نے مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَام کی سیجیں بچھادیں۔ ملایکان ملاء الاعلیٰ نے تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیْھَا کی شہنائیاں شام سے بجانی شروع کر دیں۔

حوریں بِاِذْنِ رَبِّھِمْ کے پروانے ہاتھوں میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں۔ اور ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر کی میعادی اجازت نے فرشتگان مغرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دے دی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہو گئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالَم کو اپنی نورانی چادر میں سے ڈھک دیا۔

آسمان کی گھومنے والی قوسین آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں۔ ہوا جنبش سے، افلاک گردش سے، زمین چکر سے، دریا بہنے سے، رک گئے اور کارخانہ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیر مقدم کرنے کے لیے رات کے بعد اور صبح سے پہلے بالکل خاموش ہو گیا۔ انتظام واہتمام کی تکان نے چاند کی آنکھوں کو جھپکا دیا، نسیم سحر کی آنکھیں جوش خواب سے بند ہونے لگیں۔

پھولوں میں نکہت، کلیوں میں خوشبو، کونپلوں میں بو محو خواب ہو گئی۔ درختوں کے مشام خوشبوئے قدس سے ایسے مہکے کہ پتا پتا مخمور ہو کر سر بسجود ہو گیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے سر جھکانے کے بہانے آنکھ جھپکائی۔ برہمن سجدے کے حیلے سر بہ زمین ہو گیا۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ ایک منٹ کے لیے غیر متحرک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ منٹ آ گیا، جس کے لیے یہ

سب انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشیوں سے بھرے آسمان سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک بیدار انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیب نے منادی کی کہ افضل البشر، خاتم الانبیاء سراپردۂ لاہوت سے عالم ناسوت میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا: میں نے شام سے اس کا انتظار کیا ہے، اس گوہر رسالت کو میرے دامن میں ڈال دیا جائے۔ دن نے کہا: میرا رتبہ رات سے بلند ہے، مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔ دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں۔ کچھ حصہ دن کا لیا، کچھ رات کا۔ نور کے تڑکے نورٌ علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دستِ قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل باہبار رکھ دیا، جس کے ایک سرسری جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے، منور اور روشن ہو گئے۔ سرزمین حجاز جلوہ حقیقت سے لبریز ہوگئی۔

دنیا جو سرور جمود و کیفیت میں تھی، اک دم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پہلو کھول دیے، کلیوں نے آنکھیں وا کیں، دریا بہنے لگے، ہوائیں چلنے لگیں، آتش کدوں کی آگ سرد ہوگئی، صنم خانوں میں خاک اُڑنے لگی، لات ومنات، جبل وعزات کی توقیر پامال ہوگئی، قیصر و کسریٰ کے فلک بوس بروج گر کر پاش پاش ہو گئے۔

درختوں نے سجدۂ شکر سے سر اُٹھایا، رات کچھ روٹھی ہوئی سی، چاند کچھ شرمایا ہوا سا، تارے نادم ومحجوب سے رخصت ہوئے اور آفتاب شان وفخر کے ساتھ مسرت ومباہات کے اجالے لیے ہوئے کرنوں کے ہار ہاتھ میں، قرص نور تھال میں، ہزاروں ناز و ادا کے ساتھ افق مشرق سے نمایاں ہوا۔ حضرت عبداللہ کے گھر میں، آمنہ کی گود میں، عبدالمطلب کے گھرانے، ہاشم کے خاندان میں اور مکہ کے ایک مقدس مکان میں، خلاصہ کائنات، فخر موجودات، محبوب خدا، امام الانبیاء خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما کے عز وجلال ہوئے۔ سبحان اللہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کتنی مقدس تھی، جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور نے نزول و اجلال فرمایا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

میثاقِ مدینہ منورہ

ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اسلام کی دعوتِ تبلیغ کا آغاز کیا تو قریش نے ابتداء میں حیرت کا اظہار کیا، پھر مخالفت شروع کر دی اور مسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم ڈھانے لگے، جب حالت ناقابلِ برداشت ہوگئی تو نبوت کے تیرہویں سال ربیع الاول میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

مدینہ منورہ میں عرب قبائل کے علاوہ یہودیوں کے بھی مختلف قبائل آباد تھے۔ عرب میں اس وقت تک قبائلی نظام رائج تھا، کوئی باقاعدہ مرکزی حکومت قائم نہ تھی، اس کا لازمی نتیجہ خانہ جنگی ہی تھا جس میں عرب صدیوں سے مبتلا تھے، ''میثاقِ مدینہ'' سے خانہ جنگی کا یہ سلسلہ رک گیا۔

سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منورہ کے انصار اور یہودیوں کے مابین ایک معاہدہ فرمایا جسے ''میثاقِ مدینہ'' کہا جاتا ہے، اس معاہدہ میں یہودیوں کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔

''میثاقِ مدینہ'' دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے جو سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نوع انسانی کو عطا فرمایا، دستورِ مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریر میں لانا اس سے قبل تاریخ کے اوراق میں کہیں نہیں ملتا۔ ''میثاقِ مدینہ'' میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ منبع ہدایت صرف ذات خداوندی ہے، مسلمانوں میں تعداد کی کمی سے جو کمزوری اور خطرات پیدا ہو سکتے تھے اس کے تدارک کے لیے انہیں راہِ ہدایت پر بڑھنے کا اطمینان دلایا گیا۔ حفاظت کا حق ہر چھوٹے بڑے شخص کو دیا گیا، آزادیٔ عمل اور بڑوں اور چھوٹوں کے درمیان اخوت قائم کر دی گئی۔ انصاف کرنے میں مداخلت کی سختی سے ممانعت کی گئی اور انصاف کے معاملہ میں جانبداری اور اپنے رشتہ داروں کی حمایت کرنے کی کوشش سے روکا گیا، مسلمان کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ ہر ضرر پہنچانے والے کو سزا دینے میں پوری طرح سے ہاتھ بٹھائے۔ یہودیوں کو سیاسی اور تمدنی حقوق میں مساوات دے کر پورے حقوق شہریت عطا کیے گئے۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی دے دی گئی، ''میثاقِ مدینہ'' میں وضاحت موجود ہے کہ دشمن کے ساتھ جنگ کی صورت میں اگر مسلمان اور یہودی اتحاد حاصل کرلیں تو ہر حلیف اپنے مصارفِ جنگ خود برداشت کریں گے۔

''میثاقِ مدینہ'' کے ذریعہ مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ کی طرح حرام قرار دے کر ایک متحدہ مرکز بنا دیا گیا اور ایک نظام قائم کیا گیا جو بہت کم عرصہ میں ایشیا، یورپ اور افریقہ کے تین براعظموں میں پھیلا، ''میثاقِ مدینہ'' کے متن کا ترجمہ درج ذیل ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاہدہ (تحریر) مہاجرین قریش اور اہل یثرب (مدینہ) میں سے اسلام لانے والوں اور ان سب لوگوں کے لیے نافذ ہوگا جو مذکورہ جماعتوں کے ساتھ متفق ہوں اور ان کے ساتھ جنگ میں شریک رہیں۔

☆ غیر معاہدین کے مقابلہ میں معاہدین کی ایک علیحدہ جماعت (امت) شمار ہوگی۔

☆ مہاجرین بجائے خود ایک جماعت ہیں وہ حسبِ سابق اپنے مجرموں کی جانب سے دیت کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے اور اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیں گے۔

☆ بنوعوف، بنوساعد، بنوالنجار، بنوالبغیث اور بنوالاوس اپنی اپنی جماعت کے خود ذمہ دار ہوں گے اور بدستور سابق دیت باہم مل کر ادا کریں گے اور اپنی قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ تمام کام اصول، دیانت اور انصاف کے ماتحت انجام پائیں گے۔

☆ مسلمانوں میں اگر کوئی مفلس کسی ایسے جرم کا مرتکب ہو، جس پر دیت واجب ہوتی ہے یا کہیں قید ہو جائے اور فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس شخص کی جانب سے دیت یا فدیہ ادا کر کے اسے چھڑائیں۔

☆ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے آزاد کردہ غلام کی مخالفت نہیں کرے گا۔

☆ مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ وہ ہر ایسے شخص کی علی الاعلان مخالفت کریں جو فتنہ فساد برپا کرتا ہو اور خلقِ خدا کو ستاتا ہو یا زبردستی کوئی چیز حاصل کرنا چاہے اور سرکشی اختیار کرے، ایسے شخص کو سزا دینے میں تمام مسلمان آپس میں متفق رہیں گے خواہ وہ شخص ان میں سے کسی کا فرزند ہی کیوں نہ ہو۔

☆ کسی مسلمان کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ کسی مسلمان کو کسی محارب کے بدلے میں قتل کرے یا کسی مسلمان کے مقابلے میں کسی محارب کو مدد پہنچائے۔

☆ اگر کسی مسلمان نے کسی کو پناہ دے دی تو اس کی پابندی تمام مسلمانوں پر لازم ہوگی۔

☆ جن یہودیوں نے ہمارے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے ان کے متعلق مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی

مدد کریں، ان پر ظلم نہ کیا جائے اور ان کے دشمن کو مدد نہ دی جائے۔

☆ جب اللہ کی راہ میں جنگ ہو تو کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو چھوڑ کر دشمن سے اس وقت تک صلح نہیں کرے گا جب تک صلح سارے مسلمانوں کے لیے یکساں و برابر نہ ہوگا۔

☆ ان تمام جماعتوں کو جو جنگ میں حصہ لیں گی نوبت بہ نوبت آرام کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔

☆ جو مسلمان جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو جائیں گے ان کے اہل و عیال کا تکفل مسلمانوں پر واجب ہوگا۔

☆ بلاشبہ تمام متقی پرہیز گار مسلمان سیدھے راستے پر ہیں۔

☆ کوئی مسلم معاہد قریش کی جان و مال کو کسی طرح کی پناہ نہ دے گا اور نہ کسی غیر مسلم کو کسی مسلمان کے مقابلے میں مدد پہنچائے گا۔

☆ کوئی شخص اگر کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے اور ثبوت موجود ہو تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا، اگر مقتول کا وارث دیت دینے پر رضا مند ہو جائے تو دیت ادا کر کے گلو خلاصی ہو سکتی ہے، تمام مسلمانوں پر اس امر کی لازمی تعمیل کرنا ہوگی۔ مذکورہ امور کے علاوہ کوئی اور چیز قابل قبول نہ ہوگی۔

☆ کسی مسلمان کے لیے جس نے اس معاہد کو قبول کر کے اس کی پابندی کا اقرار کر لیا اور وہ خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے ہرگز جائز نہ ہوگا کہ وہ نئی بات پیدا کرے یا وہ ایسے شخص سے معاملہ رکھے جو اس معاہدہ کا احترام نہ کرتا ہو، جو شخص اس امر کی خلاف ورزی کرے گا قیامت کے دن اس پر خدا کی لعنت اور غضب نازل ہوگا اور اس بارے میں اس کا کوئی عذر اور توبہ قبول نہ کی جائے گی۔

☆ اہل معاہدہ میں جب کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہوگا تو اس فیصلے کے لیے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا جائے گا۔

☆ اس معاہدہ کے بعد یہود پر لازم ہوگا کہ وہ جنگ میں مسلمان کو مالی امداد دیں جب وہ کسی دشمن کے ساتھ برسرپیکار ہوں۔

☆ بنوعوف، بنونجار، بنوالحارث، بنوساعد، بنوخشم، بنوالاوس، بنوشعلبہ، بنوحیفتہ اور بنوالشطبیہ کے یہود جنہوں نے اس معاہدہ میں شرکت کی ہے اپنے مذہب کے پابند رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب کے باتوں کے علاوہ باقی امور میں وہ اور یہود ایک جماعت شمار ہوں گے۔ ان میں سے کوئی شخص اگر ظلم یا عہد شکنی یا جرم کرے تو وہ اپنے جرم کی سزا کا مستحق ہوگا۔

☆ یہود کے مذکورہ بالا قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو حاصل ہیں۔

☆ معاہدہ کرنے والوں میں کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر فوجی اقدام نہیں کرے گا۔

☆ اگر مسلمان اور یہود معاہدین کے خلاف کوئی تیسری قوم جنگ کرے تو ان معاہدین کو متفق ہو کر لڑیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے، یہودی اپنے اور مسلمان اپنے مصارفِ جنگ برداشت کریں گے۔

☆ معاہدین پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خلوص اور خیر خواہی کا برتاؤ کریں، کوئی کسی پر ناانصافی نہ کرے اور نہ ظالم کو مدد پہنچائے۔

☆ یہود اس وقت تک مسلمانوں کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل جل کر جنگ کرتے رہیں، ہر ایک معاہد پر اس معاہدہ کی تعمیل لازمی ہوگی اور اسے عہد شکنی کی اجازت نہ ہوگی۔

☆ کسی پناہ گاہ میں وہاں کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

☆ اہل معاہدہ میں اگر کوئی حادثہ یا اختلاف رونما ہو جس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس فیصلہ کے لیے خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا جائے گا۔

☆ قریشِ مکہ اور ان کے مددگار کو کوئی شخص پناہ نہ دے گا۔

☆ اگر کوئی یثرب پر حملہ آور ہوگا تو مسلمان اور یہود دونوں مل کر دفاع کریں گے۔

☆ اگر مسلمان کسی سے صلح کریں گے تو یہود بھی اس صلح کے پابند ہوں گے۔ اگر یہود کسی سے صلح کریں گے تو مسلمانوں پر بھی لازم ہوگا کہ یہود کے ساتھ تعاون کریں، البتہ کسی فریق کی اپنی مذہبی جنگ میں دوسرے فریق پر ذمہ عائد نہ ہوگی۔

☆ یثرب پر حملہ کی صورت میں ہر جماعت کو اس کے حصہ کی مدافعت کرنی ہوگی جو اس کے بالمقابل ہو۔

☆ قبیلہ اوس کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں کو حاصل ہیں، بشرطیکہ وہ بھی وفاداری کے ساتھ تعمیل کرے۔

☆ اس معاہدہ میں شریک ہونے والی جماعتوں میں اگر فریق یا جماعت کو جنگی ضرورت سے مدینہ جانا پڑے تو وہ امن وحفاظت کی مستحق ہوگی اور جو مدینہ میں رہے اس کے لیے بھی امن ہوگا، کسی پر ظلم نہ کیا جائے اور نہ کسی کے لیے عہد شکنی جائز ہوگی جو اس صحیفہ کا سچے دل سے احترام اور تعمیل کرے گا، اس کے لیے اللہ اور اس کا رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نگہبان ہیں۔

اطاعت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کو ہم نے دیکھا نہیں ہے، اس کی تعلیمات براہِ راست ہم تک نہیں پہنچیں بلکہ جس ہستی کے ذریعہ پہنچائی گئیں، وہ اس کے رسول ہیں۔ رسول کی اطاعت وفرمانبرداری اللہ ہی کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، رسول کا حکم اللہ کا حکم ہے اور رسول کا قول حقیقتاً اللہ ہی کا قول ہے، قرآن کریم نے واضح طور پر اعلان فرمایا: ''وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی'' اور وہ (رسول) اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ''مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ'' جس کسی نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔

اطاعتِ رسول کا حکم اتنی شدت کے ساتھ دیا گیا کہ قرآن کریم میں رسول کے عمل کو اللہ تعالیٰ کا عمل قرار دیا گیا ہے، غزوہ بدر کے مختلف واقعات کو قرآن کریم میں دہرایا گیا ہے۔ ان میں ایک واقعہ وہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ کنکر دم کر کے کفار کی جانب پھینکے جس سے کافر اپنی آنکھیں ملنے لگے اور مسلمان انہیں قتل کرنے لگے۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے درج ذیل الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ''وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی'' اور (اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) جب تم نے کنکر پھینکے تو وہ تم نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے۔

قرآن کریم نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرائض نبوت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ''یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ'' (رسول) ان لوگوں پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

کتاب اور حکمت دو الفاظ اس آیت میں استعمال ہوئے ہیں، کتاب کا اشارہ تو قرآن کی جانب ہے اور حکمت کی تشریح میں اکثر علمائے کرام نے یہ بات بیان کی ہے کہ حکمت قرآن کریم کے علاوہ ایک مستقل چیز ہے اور اس سے مراد شریعت کے نظام کا وہ علم ہے جو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو

اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ یہی علم جب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد وعمل کی صورت میں ظاہر ہوا تو ''حدیث'' کہلایا اور ہمارے لیے یہ لازم ہوا کہ اللہ کے ساتھ ساتھ اس کے رسول کی بھی اطاعت کریں۔ سورۂ نساء میں مومنین سے اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں مخاطب ہو رہا ہے۔ ''یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینے کے بعد اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا جا رہا ہے اور اطاعتِ رسول کا مطلب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال واعمال کا اتباع کرنا ہے۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث ہر شعبۂ زندگی کے افراد کے لیے ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہر عمل میں قرآن کی اطاعت کار فرما ہے جیسا کہ ایک صحابی کے سوال کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن ہی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اخلاق ہے۔ اخلاق میں اقوال، افعال، عادات وکردار تمام چیزیں آجاتی ہیں، گویا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت وکردار قرآن کی منشاء کے عین مطابق ہیں، جس طرح قرآن ایک جامع اور مکمل کتاب ہے۔

اسی طرح آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت بھی ہمہ گیر ہے، گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سامنے دو قرآن موجود ہیں۔ ایک قرآن کتابی شکل میں اور دوسرا قرآن اسوۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شکل میں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی تنقید سے بالاتر ہے اور ایمان والوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مرضی چھوڑ کر اپنی مرضی کو پیش نظر رکھیں یا نبی کے کسی حکم کو ٹالنے کی کوشش کریں۔ مومن کے لیے کامیابی کا راستہ وہی ہے جو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتایا اور وہی ایمان معتبر ہے جس کی بنیاد اطاعت ومحبت رسول پر ہو۔ صحیح بخاری کی روایت ہے، عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں عرض کی ''اے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں'' حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب میں فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب تک میں تمہیں اپنی جان سے زیادہ

عزیز نہ ہو جاؤ تم مومن نہیں ہو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اچھا اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تو اب تو پکے مومن ہو گئے۔

غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کی بھول سے زبردست افراتفری پھیل گئی اور کافی مسلمان شہید ہو گئے تو ایک انصاری عورت کا باپ، بھائی، شوہر تینوں شہید ہو گئے لیکن وہ مسلسل حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خیریت دریافت کرتی رہی۔ جب اسے بتایا گیا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم خیریت سے ہیں تو وہ کہنے لگی چلو مجھے دکھاؤ۔ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں، جب اسے دیدار نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہو گیا تو کہنے لگی ''جب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سلامت ہیں تو پھر ہر مصیبت آسان ہے۔''

صحابہ کرام نے اپنی جان، مال، اولاد، غرض ہر چیز سے زیادہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کی، ایسی محبت جو ہر محبت پر غالب آجائے اور جس کے مقابلہ پر دوست، احباب، بیوی، بچے، مال اسباب، غرض عزیز سے عزیز چیز کی قدر و قیمت ختم ہو جائے۔

اس محبت کی راہ میں اگر خود اس کا اپنا نفس بھی مزاحمت کرتا ہے تو مومن اس سے بھی ٹکرا جاتا ہے، اس کا مقابلہ کرتا ہے اور مقابلہ پر آنے والی ہر چیز کے مطالبہ کو ٹھکرا دیتا ہے۔ یہ کوئی جذباتی محبت نہیں ہے بلکہ عقلی اصولی محبت ہے اور رسول سے محبت حقیقتاً اس کے پیغام سے محبت ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے ''جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔''

اسی مضمون کو سورۂ توبہ میں ان الفاظ میں فرمایا گیا'' کہد و اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارا بھائی تمہاری بیویاں تمہارا خاندان اور مال جو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے گرنے کا تمہیں اندیشہ ہے۔

مکانات جو تمہیں پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ کردے۔'' شاعر مشرق نے بندۂ مومن کو محبت کے اسی جذبہ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مجالس
سید الطائفہ قطب العالم قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ

بروز بدھ ۸/محرم ۶۸ھ ۱۰/نومبر ۴۸ء/رامپور سٹیٹ

آج صبح کی سیر کچھ ٹانگوں پر اور کچھ پیدل طے کر کے جناب ولایت حسین خان صاحب رسالدار پنشنر کے ہاں ان کے خادم میں حضرت والاؒ کے ہمراہ جانا ہوا اور دوپہر کا کھانا بھی وہیں ہوا۔ مولانا عبدالوہاب خان صاحب حضرت والاؒ کی مجلس میں تو تصوف کے بارے میں دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عصر کے قریب کی مجلس میں آج یا پہلے کسی دن ذکر کے بارے کچھ عرض کیا تو حضرت والاؒ نے فرمایا کہ تین تسبیح ذکر بہت کم ہے کم از کم پانچ تسبیح نفی اثبات ضرور چاہیے۔ مولانا عبدالوھاب صاحب خود بھی کرتے ہیں اور یہاں رات کی نمازوں میں ذکر کی مجلس کا خوب لطف رہتا ہے۔

نیز فرمایا کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں بطور شریک وطن ہو کر پورے اطمینان سے شریک سیاست ہونا چاہیے اور کسی دوسرے ملک کی طرف نظر نہ اُٹھنی چاہیے۔ اسلام یا کسی بھی مذہب کی ترقی کیلئے آئندہ قریبی دور ساز گار معلوم نہیں ہوتا مگر یہ دستبرو تو برداشت کرنی ہی پڑے گی اور جدوجہد جاری رکھنی چاہیے کہ اسلام اپنے اندر رہ جائے اس کے نتائج ضرور بار آور ہوں گے۔

بروز جمعرات ۸/محرم ۶۸ھ ۱۱/نومبر ۴۸ء/رائے پور

آج صبح کی نماز کے بعد حضرتؒ والا اور ساتھیوں کے ساتھ اسطبل بازار کی طرف جانا ہوا اور باجوریاں کے محلہ میں کچی مسجد میں نکاح کی مجلس میں شامل ہوئے حافظ حشمت علی صاحب کے صاجزادے کے نکاح کی مجلس تھی۔ یہاں کے لوگوں میں بڑے بڑے مہر باندھنے کا روج ہے۔ حضرت والاؒ نے سابقہ رواج کے بجائے مہر فاطمی پر نکاح پڑھانے کو فرمایا۔ اسی پر نکاح پڑھایا گیا۔ مولانا عبدالوھاب خان

کے عرض کرنے پر حضرت والاؒ نے فرمایا کہ دنیا میں انسان کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ رویت باری تعالیٰ بلاحجاب دیکھنے کا متحمل ہوسکے اور اپنی استعداد کے مطابق انسانیت عبدیت کی تکمیل کرے۔ یہاں پر تمام چیزیں جو تجلیات باری تعالیٰ کے پرتو سے عالم وجود میں آئی ہیں اس لیے ہیں کہ انسان کو باری تعالیٰ کی طرف متوجہ کریں۔

باری تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے والی صفات خاص طور پر تین ہیں۔ جمال، کمال اور احسان ہر شے کی خوبصورتی جمال پرتو ہے اور ہر قسم کی خوبی کمال پرتو ہے اور انسان کے ساتھ اس کا تعلق احسان ہے۔ شکرگزاری بندہ کی یہ ہے کہ وہ ہر شے کا جو عطیہ باری تعالیٰ ہے شکریہ ادا کرے نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے یعنی غور وفکر کرے کہ وہ لاشہ تھا اس کو وجود بخشا۔ نطفے ضائع بھی ہوجاتے ہیں مگر اس کو ضائع ہونے سے بچایا۔ اور حمل ضائع ہوجاتے ہیں، اس کی حفاظت فرمائی پیدائش سے پہلے اسقاط ہوجاتا ہے یا اور کوئی خرابی ہوجاتی ہے جس کے باعث زندگی تلف ہوجاتی ہے یا ناقص الخلقت پیدا ہوتا ہے۔ مگر خدا نے سالم اور جیتا جاگتا پیدا کیا۔ اور خلقی نقائص سے مامون رکھا۔ اگر دودھ چوسنے کا الہام نہ فرماتا تو ماں باپ اور دنیا بھر کے طبیب وڈاکٹر بھی مل کر کچھ نہ کرسکتے۔ مگر خوراک پانے کا انتظام فرما کر ربوبیت فرمائی، اسی طرح زندگی کے ہر لمحہ میں کتنے احسانات فرمائے کہ انسان گن بھی نہیں سکتا۔ مراقبہ کرے تو انسان خدا کے احسان بے شمار محسوس کرے اور دل وجان سے شکر میں جھک جائے۔ یہ راستہ خدا تک پہنچنے کا اس کا قرب حاصل کرنے کا اس کی بندگی اختیار کرنے کا اس کی ناراضگی سے دور رہنے اور رضا حاصل کرنے کی والہانہ آمادگی، اس کے اندر ابھرنے اور جوش میں آنے کا بڑا احسان، مضبوط، مامون اور بے غل وغش ہے باقی جمال وکمال کی صفات کا مراقبہ بھی ہے مگر وہ راستے احسان کے راستہ سے زیادہ آسان عام اور مامون نہیں ہیں۔ جمال حالانکہ وہیں سے ہے اور اسی میں حقیقتاً ہے۔ ماسوا کا تمام جمال اسی کا پیدا کردہ اور عطیہ ہے مگر اس میں ٹھوکریں بے حد ہیں۔ اور اس لیے عشق مجازی کے راستہ جانے والے اکثر منزل تک نہیں پہنچتے۔ راستہ میں رہ جانے کی وجہ سے ہلاک ہوجاتے ہیں اور کمال کا بھی ایسا ہی حال ہے فلسفی اور طبعی یعنی سائنسدان آج کل توان پر مادیات

کاچھا گیا ہے۔ اگر یہ ماحولی بات بھی نہ ہو تو بھی تو اس میں بہت کچھ بہکاوٹ ہے اور قرب راہ ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے اور اعلیٰ ہے پھسلنوں سے پر اور مہالک سے پٹا ہوا ہے۔ ان سب میں مولوی عبدالوہاب کو فرمایا کہ احسان اور شکر گزاری کا راستہ زیادہ لوگوں کی عام طبائع کے مناسب، آسان عام مامون ہے۔ اور قرآن میں یہ تمام راستے واضح کیے گئے ہیں۔ فکر و بصر کی دعوت ہے۔

ان فی خلق السموات والارض الخ.

ماخلقناھذاباطلا. افلاتتفکرون. یتدبرون تبصرون.

وغیرہ کے الفاظ ان راستوں کی نشان راہ ہیں۔ یہ عالم اور اس کی چیزیں مثلاً باغ و بہار ہی کو لیجیے یہ سب بندہ کو مولا کی طرف لے جانے کا راستہ اور اس کی حجابت میں چھپی ہوئی تجلیات ہیں۔ حدیثوں میں ہے کہ اگر تجلی باری تعالیٰ اس کے پردے دور کردیئے جائیں تو عالم تاب نہ لا سکے گا۔ پھر آگے چل کر جنت میں بھی دیکھنے چکھنے اور سننے وغیرہ کی نعمتوں سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ وہ بھی تجلیات باری تعالیٰ ہیں۔ یہاں کی نسبت کم حجابوں میں مگر بے حجاب نہیں۔

پھر یہ بھی ذکر ہے کہ ایسی تجلیات ہوں گی کہ لاکھوں سال جنتی مست رہیں گے اور نعماء جنت کو بھول جائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب اس کی تاب کی طاقت انسان میں نعماء جنت کی وجہ سے ہوجائے گی اسی مستی کو ہی بزرگوں نے شراب عشق سے تعبیر کیا ہے کہ ہمیں جنت نہیں چاہیے مگر شراب عشق الٰہی اور پھر یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ حضرت اقدسؒ کی زبان فیض ترجمان سے جو اس مد میں بیان ہوا یہ اس کا ملخص اور ناتمام خاکہ ہے کیونکہ مشہور ہے کہ قلندر ہرچہ گوید۔ دیدہ گوید۔ بھلا میں نہ اس کو سن کر یوں سمجھ سکوں نہ من وعن الفاظ یاد رکھ سکوں ورنہ خلاصہ اخذ کرنا ناممکن ہے۔ اب اس کو جو کہا جائے وہ ہے گویا کچھ نہیں ہے۔ دو چار روز ہوئے حضرت اقدسؒ نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو معراج میں دکھایا اس کا بیان قرآن مجید میں یوں ہی ہے کہ

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ

اور حضرت امام غزالی نے تخلیہ طویل کا ذکر کرکے اس کا بیان اس طرح دیکھا جو دیکھا تو خدا تعالیٰ نے بھی

زبان میں وہ طاقت نہ پائی کہ وہ معراج النبی مصطفیٰ علیہ وسلم کا نقشہ کھینچ دیتا اور دیکھنے والے بھی بیان سے قاصر رہتے ہیں تو اب صوفیاء کے حالات کوئی کیا لکھے جو وہ خود لکھنا چاہیں تو پوری بات لکھ نہ سکیں اور کچھ ادھورا سدھورا لکھیں تو دوسرا اسے سمجھ نہ سکے۔ جب یہ حال ہے تو اب حضرت والاؒ نے جو فرمایا کہ میں اس کو کیا سمجھنے کا اعتماد کروں اور کیا میرے لکھنے کا مجھے اعتماد ہو

رہا یوں ہی نامکمل میرے عشق کا فسانہ
کبھی مجھ کو نیند آئی کبھی سو گیا زمانہ

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است
بہ آب و رنگ و خال و قد چہ حاجت روئے زیبا را

مگر یہ ایک کوشش ہے اور ایک دل میں آئی ہوئی بات ہے جو کہ لکھ رہا ہوں ورنہ حضرت اقدسؒ نے فرمایا تھا کہ جو لوگ اولیاء اللہ کے حالات لکھتے ہیں وہ سن وسال اور عام احوال لکھتے ہیں جو اولیاء اللہ کو بات حاصل ہے اسے وہ بیان کیسے کریں اور لکھنے والے کیا لکھیں اس میں قلم عاجز ہیں اور درماندہ اس لیے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ جو کیفیت حضرت والاؒ کی مجلس میں بیٹھنے اور ارشادات سننے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اسکا بھی ناتمام چرچہ اور بالکل ادھورا خاکہ ہے۔

حضرت والاؒ کو کل کے طویل سیر وسفر کی تھکاوٹ سے دائیں پہلو میں کچھ دکھن ہوگئی تھی حضرت والاؒ دھوپ میں بیٹھ کر بھائی الطاف الرحمن صاحب اور مولوی عبدالمنان صاحب نے تیل کی مالش کی پٹی باندھی۔ اتنے میں یہاں کے نواب صاحب کا بھانجا حاضر ہوا جو فوجی افسر ہے۔ اسم گرامی اکرام رضا اور ملٹری سیکرٹری ہیں اور حضرت مدنی کے معتقد تھے اور کل کیلئے حضرت اقدسؒ کو دعوت قبول کرنے پر اصرار سے عرض کیا۔ حضرت والاؒ نے اس شرط پر دعوت قبول فرمائی کہ یہ حضرت مدنی کی خدمت میں ایک دو دن جا کر رہنے کا ارادہ کریں۔ نیز انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذاتی کنبہ میں سب سنی ہیں۔

گوشۂ نفیس

مجلس حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ

[۷/ذوالحج ۱۴۱۵ھ، ۷/مئی ۱۹۹۵ بروز اتوار]

حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس ان کی امانت پہنچانے کی غرض سے گیا۔ حضرت رات کو میاں چنوں کے سفر سے واپس تشریف لائے تھے۔ اس سفر سے متعلق باتیں سناتے رہے (مولانا نعیم الدین صاحب)۔

میاں چنوں کے مولوی ہدایت اللہ صاحبؒ کا تذکرہ:

فرمایا: میاں چنوں میں ایک مولوی ہدایت اللہ نام کے بڑے اللہ والے اور نیک نام صاحب تھے، ان کے پاس حضرت مدنی دو دفعہ تشریف لائے ہیں۔ یہ پہلے ہندو تھے خدا کی توفیق سے مسلمان ہو گئے اور بیعت ہونے کیلئے حضرت تھانویؒ کے پاس تھانہ بھون حاضر ہوئے۔ حضرت سے اپنی غرض بیان کی، آپ نے تھوڑی دیر سر جھکایا اور فرمایا آپ کی مجھ سے مناسبت نہیں ہے دیوبند میں ہمارے شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحبؒ ہیں آپ وہاں چلے جائیں۔ یہ وہاں پہنچے اور حضرت سے ملاقات کے بعد اپنی غرض بیان کی۔ حضرت نے فرمایا آپ تھانہ بھون حضرت تھانویؒ کی خدمت میں جائیں، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت تھانویؒ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور آپ اُن کے پاس بھیجتے ہیں اگر معاملہ یہی رہنا ہے تو مَیں پھر پیارے لال ہی بہتر ہوں۔ حضرت مدنیؒ نے جب یہ سنا تو فوراً اُن کا کرتہ پکڑ کر بٹھا لیا اور بیعت فرمایا، اُن کی دلداری کرتے رہے اور دو دفعہ میاں چنوں تشریف لائے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب کا تذکرہ:

فرمایا میاں چنوں میں ایک اور بزرگ گزرے ہیں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ، یہ حضرت گنگوہیؒ کے مرید اور حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی

زیارت سے مشرف تھے اور ہمارے حضرت شاہ عبدالقادرؒ سے مجاز تھے۔ بہت بڑے عالم اور اللہ والے تھے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب کے شیخ مولانا عبداللہ صاحبؒ ان کے شاگرد تھے۔ وہ (مولانا عبداللہ صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے دنیا میں جنتی انسان دیکھنے ہوں تو وہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا فضل احمد صاحب کو دیکھ لے۔

مَیں تعویذ نہیں لکھا کرتا:

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت رائے پوریؒ ایک بڑے زمیندار کے ہاں مہمان تھے اور مولانا ابراہیم صاحبؒ بھی وہاں موجود تھے۔ مولانا ابراہیم صاحبؒ نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ جو ہمارے میزبان ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی ہر دولت سے نواز رکھا ہے لیکن یہ اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ بزرگوں کے تعویذات سے بھی اللہ تعالیٰ فضل فرمادیتے ہیں، حضرت نے فرمایا: مَیں تعویذ نہیں لکھا کرتا، مولانا ابراہیم صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت آپ صرف قلم کو ہاتھ لگا دیں تعویذ تو ہم لکھ دیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا مولانا لال حسین اختر صاحبؒ مبلغ ختم نبوت نے مجھے یہ قصہ خود سنایا تھا کہ ایک دفعہ جبکہ میں مرزائی تھا ہمارا اہل سنت کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ مَیں مرزائیوں کی طرف سے بحیثیتِ مناظر بول رہا تھا حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ اس مناظرہ میں ثالث طے تھے۔ حضرت کی حالت یہ تھی کہ اللہ کے حضور میں گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے کہ ''یا اللہ! اسے اسلام لانے کی توفیق عطا فرما۔'' مولانا لال حسین اختر صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد سے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہونی شروع ہوگئی تھی۔

[ایک صاحب نے حضرت شاہ صاحبؒ سے عرض کیا یہ جو تن کے کپڑے اُتار کر پھرتے ہیں اور لوگ اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے اور کہتے ہیں کہ یہ مجذوب ہیں ان کے بارے میں فرمائیں کیا یہ واقعی مجذوب ہیں؟ فرمایا: ''نہیں یہ ہرگز مجذوب نہیں ہیں، ان بیچاروں کو تو اپنے آپ کی خبر نہیں، مجذوب تو صرف ولی اللہ کی آنکھ ہی پہچان سکتی ہے عام آدمی کی پہچان میں نہیں آسکتے، یار لوگوں نے ہر اُس شخص کو مجذوب بنایا ہوا ہے جس کو اپنے آپ کی خبر نہیں، نہ کھانے کی طلب نہ پہننے کی حاجت]

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوائے تکفیر تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

قومی اسمبلی پاکستان ۱۹۷۴ء میں قادیانی مسئلہ

پر بحث کی مصدقہ رپورٹ — قسط 75

مرزا ناصر احمد: نہیں، لفظی اختلاف، یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، جن کو ہم امتی نبی سمجھتے ہیں، ان کو وحی کے ذریعہ یہ کہا گیا کہ: یقیم الدین ...... ان کے متعلق یہ کہا گیا کہ دین اسلام کو قائم کرنا اور مسیحی...... "یقیم الدین ویحی الدین ویقیم الشریعہ" اور شریعت محمدیہ کا احیاء کرنا۔ اس ...... یہ اس کے سپرد کام ہے، اور اسی منصب کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوگی جو لوگوں پر شریعت محمدیہ کے، جو روشن اس کی تعلیمات ہیں۔ ان کو کھول کر بیان کرے گی، اور نئے زمانے کے نئے مسائل کو شریعت محمدیہ، قرآن عظیم کی روشنی میں، اس وحی سے روشنی پاکر وہ دنیا پر ثابت کرے گا کہ دین اسلام سچا ہے۔

(دین کو قائم کرنے کے لئے نبی کی ضرورت نہیں)

703 جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! کیا یہ فرض نبی کا دعویٰ کیے بغیر کوئی شخص نہیں کرسکتا؟

مرزا ناصر احمد: کرسکتا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: کرسکتا ہے؟

مرزا ناصر احمد: بالکل کرسکتا ہے۔ یہ......

جناب یحییٰ بختیار: چونکہ آپ نے کل فرمایا کہ وحی تو اور بزرگ ہو، ولی ہو......

مرزا ناصر احمد: یہ کرسکتا ہے۔ لیکن چونکہ آپ نبی تھے۔ اس لئے آپ نے وہ مثالیں دے دیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں نے ویسے ہی......

مرزا ناصر احمد: جی، بالکل کرسکتا ہے۔ ہر......

جناب یحییٰ بختیار: اگر تو پھر شریعت وہی ہے......

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اور امت محمدیہؐ کے ہیں وہ، اور وہ کام کرنے کے لئے صرف آئے ہیں جو صرف ایک اور اولیاء کی حیثیت سے، محدث کی حیثیت سے، بزرگ کی حیثیت سے، اللہ کی وحی کے ذریعہ روشنی حاصل کرنے کے بعد کرسکتے تھے تو پھر اس نبوت کا فائدہ کیا ہے؟ اس کا اللہ کا مطلب کیا تھا؟

مرزا ناصر احمد: دیکھیں نا، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو "نبی" کہا اس لئے اس عقیدے کے بعد میں یہ جرأت کیسے کرسکتا ہوں کہ اللہ نے کیوں ایسا کیا۔ یہ تو اللہ ہی بتا سکتا ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، مرزا صاحب! میں اس پر ذرا تھوڑی دیر کے بعد کچھ اور سوال پوچھوں گا، کیونکہ کئی سوالات آتے ہیں اور اس سے ہم کسی اور ہی چیز میں چلے جاتے ہیں۔ میری کوشش ہے اور آپ کو بھی تکلیف دی، اتنے دنوں تک یہ چیز چل رہی ہے۔ پھر سوال اور آتے ہیں جن کی طرف میں بعد میں آؤں گا، کہ جو مہدی نے آنا تھا یا مسیح نے آنا تھا، اس کے بارے میں حدیث میں کیا ہے، حضرت مریم کے بیٹے ہوں گے، دمشق میں آئیں گے، یہ چیزیں جو ہیں۔ میں اس اسٹیج پر نہیں جاتا۔ کیونکہ اس میں مجھے معلوم ہے کہ آپ کے بھی اپنے جواب ہیں۔ مگر ہم ریکارڈ[704] کے لئے یہ چیزیں...... تاکہ کوئی غلطی نہ ہو۔ Clarification (وضاحت) کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے بعد میں کچھ سوالات پوچھوں گا۔

(Interruption)

جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! ایک اور مضمون تھا جس کے متعلق میں نے آپ سے کچھ سوالات پوچھے تھے اور میں نے عرض کیا تھا کہ میری سمجھ کے مطابق جو میں نے آپ کا لٹریچر تھوڑا بہت پڑھا ہے یا جو مجھے سوالات دیئے ہیں اسمبلی کے ممبران صاحبان نے پوچھنے کے لئے، ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ...... کہ آپ......

(Interruption)

Mr. Yahya Bakhtiar: Mr. Chairman, I request that the members should pay attention because my question...... I will wait till they have concluded the discussion, then I will proceed.

(جناب یحییٰ بختیار: جناب چیئرمین صاحب! میں اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ میرے سوال اور بحث کی طرف متوجہ ہوں۔ وہ آپس میں بحث ومباحثہ کریں۔ اس وقت تک میں کارروائی روک لوں گا اور اس کے بعد مزید کارروائی ہوگی)

(pause)

(قادیانیوں کا علیحدگی کا رجحان)

جناب یحییٰ بختیار: ...... کہ آپ کی جماعت نے ہمیشہ ایک Separatist tendency adopt (علیحدگی کا رجحان اپنائے رکھا) کی، ایک علیحدگی کا رجحان رہا ہے۔ آپ اپنے آپ کو مسلمانوں سے مختلف سمجھتے رہے ہیں۔ علیحدہ امت خیال کرتے رہے ہیں۔ اس پر آپ کچھ وضاحت کرچکے ہیں۔ میں چاہتا

تھا کہ آپ کو بات واضح رہے کہ کس بارے میں سوالات پوچھ رہا ہوں آپ سے۔

مرزا ناصر احمد: جی، جی۔

جناب یحییٰ بختیار: اور آپ کی یہ کوشش رہی ہے کہ آپ کو Saparate treat (الگ سمجھا جائے) کیا جائے۔ آپ Saparate (علیحدہ) ہیں اور اس ضمن میں ایک دو حوالے ہیں جن کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک ہے جی "الفضل" ۱۶/جولائی ۱۹۴۹ء، 16th July 1949۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: اور میرے..... جو انفارمیشن مجھے دی گئی ہے..... وہ غلط ہوسکتی ہے..... اس کے مطابق یہ آپ کے خلیفۃ الثانی مرزا بشیر الدین محمود صاحب سے منسوب کی گئی ہے۔ وہ اپنے کسی خطبے میں فرماتے ہیں جو "الفضل" میں شائع ہوا ہے، جس کی تاریخ ہے ۱۶/جولائی: "لوگ[705]....." اور یہاں بریکٹ میں "(احمدی)" لکھا ہوا ہے۔ وہاں بریکٹ میں ہے یا نہیں، میں نہیں جانتا......

مرزا ناصر احمد: ہم دیکھ لیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔

(دشمن کے مذہب کو ہم کھا جائیں گے، قادیانی خلیفہ کا اعلان)

مرزا ناصر احمد: ہم دیکھ لیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں۔ "لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے کہ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے اور وہ کسی قسم کا فکر..... اور کسی قسم کا فکر کرنا..... اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہیے۔ بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ دشمن....." یہاں بریکٹ میں "(غیر احمدی مسلمان)" لکھا ہوا ہے۔ جو میرے خیال میں وضاحت کے لئے لکھا ہے۔ ہوگا نہیں وہاں۔ یہ میں خود ہی کہہ رہا ہوں۔ وہاں ہوگا نہیں۔ یہ مجھے سمجھانے کے لئے ہے۔

مرزا ناصر احمد: جی، جی، ٹھیک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: "......کہ دشمن....." وہاں "دشمن" لکھا ہوا ہے: "......دشمن یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوگی تو ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے۔"

تو مرزا صاحب! یہاں یہ ہے کہ "دشمن" سے ان کی کیا مراد تھی؟ میں نہیں کہتا کہ بریکٹ میں صحیح باتیں لکھی ہوئی تھیں......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اور یہ کس کا مذہب تھا؟......

مرزاناصراحمد: مذہب سے کیامراد ہے؟

706 جناب یحییٰ بختیار: ہاں، کیامراد ہے؟اور کیا کہا جائیں گے؟اور پھر یہ ”میں اور وہ“ گھبراتے ہیں“اور”ڈراتے ہیں اور”فکر کرتے ہیں“اور”دکھ دیتے ہیں۔“دوسیکشن Separate (الگ)ظاہر کررہاہے”دشمن“دو Different camps (علیحدہ کیمپ)ظاہر کررہا ہے۔

مرزاناصراحمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: اس پر آپ......

مرزاناصراحمد: جی، یہ چیک کرکے......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، چیک کرنے کے بعد......

مرزاناصراحمد: ......Context میں دیکھ کے......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔

مرزاناصراحمد: ......مجھے بھی پتہ لگے گا کہ اس طرح کیوں آ گئی شکل۔جس طرح وہابیوں کا اہل حدیث کے ساتھ کبھی جھگڑارہا ہے۔یابریلویوں کارہامختلف فرقوں کا،تو یہ اس قسم کا جھگڑا یہاں کیسے پیدا ہوگیا۔

جناب یحییٰ بختیار: اور میرے دماغ میں جو اس سے اثر پڑا ہے۔ اس کے لئے Clarification (وضاحت) چاہتا ہوں آپ سے......

مرزاناصراحمد: جی،ٹھیک ہے،میں دیکھ کے......

جناب یحییٰ بختیار: ......کہ یہ Tendency یہ ظاہر کررہا ہے کہ آپ مسلمانوں سے مختلف ہیں اوران کودشمن سمجھتے ہیں......

مرزاناصراحمد: جی، یہ عرض کردوں گا۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اوران کودشمن سمجھتے ہیں۔

مرزاناصراحمد: تو یہ آج چھ بجے انشاءاللہ meet (ملاقات) کریں جب تو اس وقت یہ اس کے اوپر روشنی......

جناب یحییٰ بختیار: ہاں جی۔اوراسی کے ساتھ میں آپ کوایک اور بھی......

مرزاناصراحمد: جی، جی۔

707 جناب یحییٰ بختیار: ......اس پر توجہ دیں تاکہ وہ بھی دیکھ سکیں۔ یہ بھی مرزاصاحب سے منسوب کیا گیا ہے،اور یہ ہے ”الفضل“،۳؍جولائی ۱۹۵۲ء۔

مرزاناصراحمد: ۳؍جولائی یا۳۰؍جولائی؟

جناب یحییٰ بختیار: یہاں میرے پاس ۳؍جولائی لکھا ہوا ہے جی۔

مرزا ناصر احمد: اچھا۔

جناب یحییٰ بختیار: ممکن ہے غلط ہو، میں پھر چیک کرا لیتا ہوں……

مرزا ناصر احمد: نہیں، مجھے نہیں پتہ۔

جناب یحییٰ بختیار: ……کیونکہ ’’الفضل‘‘ کے کچھ ہمارے پاس پرچے ہیں اور کچھ آپ سے مانگے تھے وہ، مگر……

مرزا ناصر احمد: پہنچے نہیں ابھی۔

جناب یحییٰ بختیار: پہنچے نہیں ہیں یا وہ ویسے بہت زیادہ ریکارڈ تھا، آپ نہیں پہنچا سکتے تھے۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہ میں سمجھ گیا۔ اگر اجازت دیں تو میں دو فقروں میں ویسے بتا دوں۔ بہت دوستوں کے ذہن میں بھی ہو سکتا ہے۔ ہماری لائبریری جو بڑی محنت سے اکٹھی کی گئی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں ہم اس کا شاید ۱۰ فیصد بھی یہاں نہیں لا سکے۔ نہیں لانے دیا وہاں کی حکومت نے ظلم کر کے اور پرانے ریکارڈ میں سے بڑے قیمتی مواد، جو ویسے عیسائیوں وغیرہ کے خلاف بھی تھے۔ وہ ساری لائبریری وہاں چھوڑنا پڑی اور یہاں کوئی ۱۰ فیصد حصہ آیا ہوگا۔ اس کے بعد ہم نے یہاں کوشش کی ہے۔ لیکن وہ پوری نہیں ہو سکی۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں ایک اور نقطہ نظر سے کہہ رہا تھا کہ مجھ سے جب یہاں کہا گیا کہ یہ ریکارڈ ہے، تو میں نے کہا دیکھیں! ایک اخبار ہے، اس کا تیس سال کا ریکارڈ جو ہے۔ جب تک کہ ہم کم از کم منہ سے نہ کہہ دیں، بڑا مشکل ہے لانا۔ پوری لاری لانی پڑتی ہے۔ تو یہ بھی Difficulty (مشکل) تھی۔ بعض چیزیں جو Definite تھیں……

مرزا ناصر احمد: ٹھیک، یہ چیک کر لیں گے۔

[708] جناب یحییٰ بختیار: ہاں، وہ چیک کر لیں۔ میرے خیال میں آپ کے پاس ہے، اور……

مرزا ناصر احمد: ۳؍جولائی یا تیس جولائی؟

جناب یحییٰ بختیار: ۳؍جولائی۔

مرزا ناصر احمد: ۳؍جولائی۔ ۳؍جولائی؟

جناب یحییٰ بختیار: ……۱۹۵۲ء

مرزا ناصر احمد: ……۱۹۵۲ء جناب یحییٰ بختیار: اس میں وہ میرا خیال تھا……

بلغ العلی بکمالہ

از: قاری عبدالسلام مضطر صاحب

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

وہ محمدؐ احمد مصطفیٰ ﷺ، وہ نبی امی و ہاشمیؐ

وہی ناسخ صحف و ملل، وہ امام اور سبھی مقتدی

'لک ذکرک' کی وہ رفعتیں کہ مبشر اس کے ہراک نبی

سر عرش تک اسی خوش خرام کے نقشِ پا کی ہے روشنی

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

ہو جبینِ ماہ عرق عرق، جو تجھے میں ماہ لقا کہوں

بڑی کش مکش میں ہوں تجھ کو شاہد منتظر کہوں، کیا کہوں

بخدا، خدا نہیں تجھ کو نورِ خدا کہوں تو بجا کہوں

تجھے اے سراجِ منیرؐ کیوں نہ ضیائے ارض و سما کہوں

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

ترا جلوہ رحمت و عفو کا، تری خوئے بندہ نواز میں

تری بارگاہ میں فرق کچھ نہیں غزنوی و ایاز میں

وہ چمن کھلادئے حسن خلق کے ریگ زار حجاز میں

کہ عدو بھی آکے اسیر سب ہوئے تیری زلفِ دراز میں

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

یہ ہے حکایتِ حسن جو نہ کبھی کسی سے تمام ہو
مرا مضطرؔ ان پہ ہمیشہ تابہ اَبد درود و سلام ہو
یہی ورد میرا رہے سدا، یہی شغل میرا مدام ہو
کہ درود و پاک لبوں پہ ہو، وہ قعود ہو کہ قیام ہو

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

نبوی لیل ونہار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معاشرتی معاملات میں آنحضرت ﷺ کی عادات مبارکہ

☆......جب آپ ﷺ کے کان میں کوئی سرگوشی کرتا تو سرِ مبارک کو اس کے منہ سے جدا نہ فرماتے جب تک کہ وہ خود اپنی بات کہہ کر منہ نہ ہٹا لیتا۔

☆......اگر کوئی مصافحہ کیلئے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑتا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نہ نکالتے جب تک کہ وہ خود ہاتھ کو نہ چھوڑ دیتا۔

☆......جب کوئی خطاب کیلئے آپ ﷺ کی طرف رُخ کرتا تو آپ ﷺ اپنے چہرۂ مبارک کو اس کی طرف سے نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود اپنے منہ کو نہ پھیر لیتا۔

☆......جب کوئی نیا لباس پہن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اس کی تعریف کرتے اور فرماتے حَسَنَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی "بہت خوب بہت خوب" اور پھر فرماتے اَبْلِ وَاَخْلِقْ۔

☆......محبت وزیادہ بے تکلفی کی علامت کے طور پر کبھی نام کو مختصر کر کے خطاب فرمالیا کرتے جیسے اَبَا هُرَیْرَۃ کو اَبَا هُرّ۔

☆......جب کسی کے منہ سے ناشائستہ بات نکلتی یا اس سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہوتی تو آپ ﷺ کی عادتِ طیبہ تھی کہ کبھی اس کا نام لے کر اس کو تنبیہ نہیں فرماتے تھے بلکہ عمومی صورت میں ارشاد فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسا کہتے ہیں یا ایسا کرتے ہیں۔

☆......مزاج اقدس میں جب کسی کیخلاف کسی دینی امر میں انتہائی تکدر پیدا ہو جاتا تو اس کا اظہار دو صورتوں سے ہوتا یا تو اُس شخص کے آنے پر چہرۂ انور کو اس کی طرف سے پھیر لیتے یا اس کا سلام نہیں لیتے تھے۔

☆......راستہ میں آنحضرت ﷺ کی کسی سے ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ پہلے خود سلام کرنے کی کوشش فرماتے۔

☆......جب کسی کو کوئی پیغام بھیجتے تو سلام ضرور کہلوتے تھے۔

☆......جب کسی کا سلام آپ ﷺ کو پہنچتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور یوں فرماتے عَلَیکَ وَعَلٰی فُلَانٍ سَلَامٌ۔

☆......آپ ﷺ کے لباس یا بدنِ اطہر پر سے کوئی شخص کوئی چیز دور کرتا (مثلاً تنکا، جالا، مٹی یا اور کوئی چیز) تو آپ ﷺ دور کرنے والے کا شکریہ ان مبارک الفاظ سے ادا فرماتے مَسَحَ اللّٰہُ عَنکَ مَا تَکرَہُ یعنی اللہ تعالیٰ تم سے بھی تمہاری نامرغوب و ناگوار چیزوں کو دور فرمائے۔

☆......اگر کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس پکارنا ہوتا تو یَا ابنَ عَبدِاللّٰہ (یعنی اے اللہ کے بندے کے بیٹے) کہہ کر پکار لیا کرتے۔

☆......اگر کوئی حاجت مند حاضر خدمت اقدس ہوتا تو جب تک وہ خود اُٹھ کر نہ چلا جاتا آپ ﷺ اس کی مروّت کی وجہ سے خود نہیں اُٹھتے تھے۔

☆......کبھی کسی گفتگو کرنے والے کی بات کو نہیں کاٹتے تھے ہاں اگر وہ حق کے خلاف بات کرنے لگتا تو یا تو آپ ﷺ اُس کو منع کر دیتے یا خود اُٹھ کھڑے ہوتے۔

☆......آپ ﷺ دوست احباب کی طرف سے ہدیے ضرور قبول فرماتے مگر اس کا بدلہ اُتارنے کی بھی کوشش کرتے۔

☆......رات کو کسی کے پاس تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کہ جاگنے والا سُن لیتا اور سونے والا جاگتا نہیں۔

☆......ملاقات کے وقت آپ ﷺ کبھی مصافحہ کرتے کبھی معانقہ بھی کرتے اور کبھی پیشانی پر بوسہ بھی دیتے۔

☆......آپ ﷺ اپنے اصحابؓ میں سے کسی کی آنکھ دکھی ہوئی دیکھتے تو فرماتے مَتِّعنِی بِبَصَرِی وَاجعَلہُ الوَارِثَ مِنِّی وَاَرِنِی فِی العَدُوِّ ثَارِی وَانصُرنِی عَلٰی مَن ظَلَمَنِی۔

☆......بارگاہِ نبوت میں جس کسی قصوروار کا قصور اخلاقِ کریمانہ سے معاف ہو جاتا تو اس کی معافی کی علامت میں اپنا عمامہ مبارک اس کے پاس بھیج دیتے۔

☆......خاص معزز مہمانوں کی مہمانی بنفسِ نفیس خود انجام دیتے تھے۔

☆......کھانے کی چیز کبھی تنہا تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ حاضرین کو شریک کرتے اور غیر حاضر کا حصہ رکھتے تھے۔

☆......جب آپ ﷺ راستہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے ج اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِ الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

☆......کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دعا دیتے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ اَھْلِکَ وَمَا لِکَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ اَلْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ۔

☆......کسی وقت کسی انسان کو اس کی کسی نشانی سے پکارتے۔ایک مرتبہ ایک شخص جوتا پہن کر قبروں پر پھر رہا تھا آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا اور فرمایا ''او جوتی والے جوتی اُتار۔''

☆ ...سی شخص کو اگر اتفاقاً آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ ﷺ تکلیف زدہ بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اُس تکلیف کے عوض میں اُس کو کوئی چیز عنایت فرماتے۔

آنحضرت ﷺ کی مختلف برگزیدہ عادات

☆......**نشست:**۔نشست میں عادتِ طیبہ مختلف رہی۔کبھی اُکڑوں بیٹھتے ،کبھی بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں کے آس پاس لپیٹ لیتے۔کبھی بجائے ہاتھوں کے کپڑا لپیٹ لیتے۔

☆......بیٹھے ہوئے ٹیک لگاتے تو اکثر اُلٹی جانب اور اُلٹے ہاتھ کی طرف لگاتے۔

☆......کبھی بطور تفریح کنوئیں کے دہانے میں پاؤں لٹکا کر اور پنڈلیاں کھول کر بیٹھتے۔

☆......**بکریوں کی تعداد:**۔آنحضرت ﷺ کے پاس سو100 بکریاں تھیں۔آپ ﷺ پسند نہیں فرماتے تھے کہ اُن کی تعداد سے سو سے متجاوز ہو۔چنانچہ جب تعداد بڑھنے لگتی تو ان میں سے کسی ایک کو ذبح کر ڈالتے تا کہ سو کی تعداد باقی رہے۔

☆......**مسجد میں اعلان:**۔کوئی شخص اپنی گم شدہ چیز کیلئے (جو مسجد سے باہر کہیں گم ہو گئی ہو) مسجد میں اعلان کرتا تو آنحضرت ﷺ بہت ناراض ہوتے اور فرماتے لَارَدَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ ضَالَّتَکَ یعنی اللہ تیری گم شدہ چیز نہ ملائے۔

☆......**آنحضرت ﷺ کا ہنسنا:**۔آنحضرت ﷺ کبھی ٹھٹا مار کر نہیں ہنستے تھے بلکہ صرف مسکراتے۔ آپ ﷺ کی انتہائی ہنسی میں دانتوں کے صرف کیلے دکھائی دیتے لیکن کوا ہر گز دکھائی نہیں دیتا تھا۔

☆......**آنحضرت ﷺ کا رونا:** ۔جس طرح ہنسنے میں ٹھٹھے کی آواز نہیں نکلتی تھی اسی طرح رونے میں بھی آواز نہیں نکلتی تھی بلکہ ٹھنڈا سانس لیتے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور سینے سے ایسی آواز سنائی دیتی جیسے کوئی ہانڈی اُبل رہی ہے یا کوئی چکی چل رہی ہے چنانچہ خود حضور اقدس ﷺ اپنے رونے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں تَدمَعُ العَینُ وَیَحزُنُ القَلبُ وَلَا نَقُولُ اِلَّا مَا یَرضٰی رَبُّنَا یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غم کرتا ہے اور زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے۔

☆......**غم کے وقت کیفیت:** ۔جب آنحضرت ﷺ پر غم وصدمہ طاری ہوتا دستِ مبارک سر اور ڈاڑھی مبارک پر بار بار پھیرتے۔ریش مبارک کو پکڑتے اور کبھی انگلیوں سے اس میں خلال کرتے اور فرماتے حَسبِیَ اللّٰہُ وَنِعمَ الوَکِیلُ۔

☆......**خوشی کے وقت کیفیت:** ۔آنحضرت ﷺ خوشی کے وقت نظر نیچی کر لیتے تھے۔

☆......**صدقہ کے مال کی اہمیت:** ۔کہیں سے صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپ ﷺ اس کو غریبوں اور مستحقوں پر تقسیم نہ فرما دیتے تھے گھر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔

☆......**آنحضرت ﷺ کی خانگی مشغولیتیں:** ۔آپ ﷺ جب تک اپنے گھر میں رہتے خانگی کاموں میں مصروف رہتے۔خالی و بے کار ہرگز نہیں بیٹھتے تھے۔گھر کے معمولی سے معمولی کام انجام دینے میں آپ ﷺ کو عار نہیں تھا۔مثلاً دودھ دوہ لیتے، جانوروں کو چارہ ڈال دیتے، کپڑے یا ڈول وغیرہ میں پیوند لگا لیتے، اپنا جوتا خود سی لیتے، خادم کے ساتھ مل کر آٹا پسوا لیتے۔

☆......**بازار کے کام میں عار نہ ہونا:** ۔بازار سے سودا سلف لانے میں آنحضرت ﷺ عار نہیں کرتے تھے، بازار خود تشریف لے جاتے اور سودا کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔

☆......**بارش کا پہلا پانی:** ۔بارش کا پہلا پانی برستا تو آپ ﷺ سوائے تہبند کے سب لباس اُتار دیتے اور اُوپر کے بدن کو بارش کے پانی سے تر کرتے۔

☆......**خطوط لکھوانے میں عادت:** ۔خطوط لکھوانے میں عادتِ طیبہ تھی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد مرسل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا، اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

☆......**سیدھے و اُلٹے ہاتھ سے کام لینا:** ۔ایسے کاموں کے علاوہ جن میں غلاظت کی صفائی کو دخل ہوتا

اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا مثلاً ناک صاف کرنا، آبدست لینا، جوتا اُٹھانا وغیرہ تمام کاموں کو سیدھے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے۔ اس طرح جب آپ ﷺ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔

☆......**خواب پوچھنے کا شوق:**۔ آنحضرت ﷺ کی عادتِ طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے اُن کے خواب پوچھتے۔ جس نے جو خواب دیکھا ہوتا وہ کہتا خواب سُننے سے پہلے یہ الفاظ ارشاد فرماتے خَیرٌ تَلَقَّاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ وَخَیرٌ لَنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆......**گھوڑے سے محبت:**۔ آپ ﷺ کو سواری کے جانوروں میں سے گھوڑا بہت پسند تھا۔ اس کی آنکھ اُس کا منہ اور اس کی ناک اپنی آستین پونچھتے اور صاف کرتے۔ اس کی ایال کے بالوں کو انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے کہ بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک بندھی ہوئی ہے۔

☆......**آنحضرت ﷺ کا شگون نہ لینا:** آنحضرت ﷺ شگون نہیں لیتے تھے بلکہ فال لیتے۔ جب کسی جگہ ٹھہرنا چاہتے اور اس جگہ کا نام اچھا نہیں ہوتا تو چہرۂ انور پر کراہیت کے آثار نمایاں ہوتے اور اگر اس کا نام ایسا ہوتا جس کے معنی اچھے ہوتے تو آپ ﷺ پر مسرت کے آثار ظاہر ہوتے، اسی طرح اگر کسی آدمی کا نام ایسا ہوتا جس کے معنی لڑائی، جھگڑے، ٹوٹے وغیرہ کے ہوتے تو اس کو اپنا کام سپرد نہیں کرتے تھے بلکہ اپنا کام اس سے لینا پسند فرماتے جس کے نام میں کامیابی، مسرت وخوشی کے معنی نکلتے۔

☆......**آنحضرت ﷺ تفریح فرماتے:**۔ آنحضرت ﷺ باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی باغات میں تفریح کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔

☆......**آنحضرت ﷺ کے تیرنے کا شوق:**۔ آنحضرت ﷺ کبھی تیرنے کا بھی شوق بھی فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک تالاب میں آپ ﷺ اور چند اصحاب تیرے۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرمادی کہ ہر ایک اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ قرار پائے اور آپ ﷺ تیرتے ہوئے اُن کے پاس گئے اور اُن کی گردن پکڑ لی۔

مخصوص دعائیں

☆......صبح کے وقت کی دُعاء:۔ آنحضرت ﷺ صبح کے وقت یہ الفاظ دعا کے ارشاد فرماتے:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. رَبِّ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَافِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَابَعْدَہٗ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ.

☆......اگر شام ہوتی تو بجائے اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ کے اَمْسَیْنَا وَاَمْسٰی فرماتے باقی دعا بالکل وہی ہوتی۔

☆......طلوعِ آفتاب کی دعاء:۔ آنحضرت ﷺ طلوعِ آفتاب کے وقت یہ دعا پڑھتے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَنَا ھٰذَاالْیَوْمَ وَاَقَالَنَا فِیْہِ عَثَرَاتِنَا وَلَمْ یُعَذِّبْنَا بِالنَّارِ.

☆......گھر سے نکلنے کی دُعاء:۔ آنحضرت ﷺ گھر سے باہر نکلتے تو فرماتے

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزِلَّ اَوْنُضِلَّ اَوْنَظْلِمَ اَوْیُظْلَمَ عَلَیْنَا اَوْ نَجْھَلَ اَوْیُجْھَلَ عَلَیْنَا.

☆......بازار جانے کی دعاء:۔ آپ ﷺ جب بازار کی طرف تشریف لے جاتے تو ارشاد فرماتے

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا السُّوْقِ وَخَیْرَمَافِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا یَمِیْنًافَاجِرًا اَوْصَفْقَۃً خَاسِرَۃً.

☆......تیز ہوا چلتے وقت کی دعاء:۔ ہوا تیز چلتی تو آپ ﷺ فرماتے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَمَافِیْھَاوَخَیْرَمَااُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّوَشَرِّمَافِیْھَاوَشَرِّمَااُرْسِلَتْ بِہٖ.

☆......بادل گرجتے وقت کی دعاء:۔ بادل گرجتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَابِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ.

☆......بارش برستے وقت کی دعاء:۔ بارش برستے ہوئے دیکھتے تو آپ ﷺ فرماتے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ صَبِيًّا هَنِيًّا۔

☆......آسمان کی طرف نظر اُٹھتے وقت کی دعاء:۔ آنحضرت ﷺ جب آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تو فرماتے

يَامُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى طَاعَتِكَ۔

☆......خوف کے وقت کی دعاء:۔ جب آنحضرت ﷺ کسی قوم سے خوف زدہ ہوتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

☆......مشکل کام کے وقت کی دعاء:۔ جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ۔

☆......جمعہ کے دن کی دعاء:۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں داخل ہوتے تو آپ ﷺ دروازہ پکڑ کر فرماتے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ اَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَفْضَلَ مَنْ سَئَلَكَ وَرَغِبَ اِلَيْكَ۔

☆......نظر بد دور کرنے کی دعاء:۔ بچوں کو نظرِ بد اور شیطانی اثرات سے بچانے کیلئے یہ دعا کے الفاظ ارشاد فرماتے اُعِيْذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

☆......چاند دیکھتے وقت کی دعاء:۔ جب آپ ﷺ پہلی رات کا چاند دیکھتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔

☆......بری خبر سنتے وقت کی دعاء:۔ آنحضرت ﷺ جب کوئی بری خبر سنتے تو فرمایت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔

☆......خوشخبری سنتے وقت کی دعاء:۔ آنحضرت ﷺ جب کوئی خوشخبری سنتے تو فرماتے

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ۔

خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

زیور کا استعمال

زیور کا استعمال کرنے کی ابتدائی اصلی غرض:

عقلاء نے زیور (استعمال کرنے کی وجہ اور) تجویز اس لیے نکالی ہے کہ یہ نقد (روپیہ پیسہ) کے لیے قید ہے کیوں کہ اس سے رقم محفوظ ہو جاتی ہے مثلاً اگر ہم کو کسی وقت چار آنہ کی ضرورت ہو تو اس کے لیے روپیہ تو تڑا لیں گے مگر پانچ سو روپیہ کی چوڑیاں (یا زیور کو عادۃً) فروخت نہیں کر سکتے تو روپیہ اکثر جمع نہیں رہ سکتا اور زیور سے رقم محفوظ ہو جاتی ہے، زیور پہننے سے اصلی غرض یہی ہے، یہی وجہ ہے کہ قصبات (اور شہروں) میں زیور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دیہاتی لوگ بینک وغیرہ میں رکھنا نہیں جانتے اور جب (زیور) کی یہ غرض ہے تو اس کا خوبصورت اور بدصورت ہونا کیسا؟ بلکہ اس غرض کے لیے تو اور بھدا بنوا کر پہننا چاہیے تاکہ کسی کی نگاہ اس پر نہ اٹھے اور کوئی پیچھے نہ لگ جائے اور اگر بھدا بھی نہ ہو تو خیر پہلی دفعہ خوبصورت بنوالو۔ پھر جیسا بن جائے اس پر اکتفا کرو۔

زیور استعمال کرنے کے نقصانات:

زیور میں یہ نفع بیان کیا جاتا ہے کہ مال محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ نقد روپیہ تو خرچ ہو جاتا ہے اور زیور بنوانے سے اس کی حفاظت ہو جاتی ہے، میں اس کو کسی درجہ میں تسلیم کرتا ہوں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کوئی نقصان بھی ہے یا نہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قومی، ملکی اور ذاتی سب قسم کے نقصانات ہیں:

(ا)...... قومی نقصان تو یہ ہے کہ زیور دکھلا دے اور بڑے بننے کے لیے پہنا جاتا ہے اور بڑا بننے کی عادت بہت بری ہے، حدیث میں ہے ”لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر“، یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ برابر (تکبر) ہوگا۔ وہ جنت میں نہ جائے گا“ (نیز زیور پہننے سے کبھی) دوسرے کی تحقیر مقصود ہوتی ہے اور جب اس سے کسی کی تحقیر کی گئی تو مساوات نہیں رہی اور قومی ترقی کا اصل الاصول مساوات ہے۔

(۲)...... ملکی نقصان یہ ہے کہ زیور کی محبت حب مال ہے اور جس قوم میں مال کی محبت ہے وہ کوئی کام ملکی ترقی کا نہیں کرسکتی۔

(۳)...... ذاتی نقصان تو سب سے پہلے یہ کہ اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے، ہر وقت خطرہ میں ہے کہ کوئی لوٹ نہ لے، کوئی چرا نہ لے، کہیں کھو نہ جائے۔

دوسرا نقصان یہ ہے کہ زیور پہن کر عورتیں کچھ کام نہیں کرسکتیں۔ اچھی خاصی اپاہج بن جاتی ہیں۔ جب وہ ملنے جلنے کے بھی کام کی نہ رہیں تو صحت کی جو گت ہوگی وہ معلوم ہے (یہ صحت کا نقصان ہے)

تیسرا نقصان یہ ہے کہ بعض دفعہ زیور ٹوٹ جاتے ہیں یا کھو جاتے ہیں اور بناتے وقت سنار ان میں کھوٹ ملاتے ہیں، یہ سب مالی نقصان ہوا۔ ان دنیوی نقصانات کے علاوہ دینی نقصان تو اس قدر ہیں کہ کوئی نفع اس کا مقابلہ ہی نہیں کرسکتا۔ اضاعۂ وقت اور اسراف (فضول خرچی) اور مال کی محبت اور ریاء، سمعہ (شہرت، دکھلاؤ) اور تکبر و تفاخر، اس کے نتائج ہیں جس کو ہم لوگوں نے بہت ہی معمولی سمجھ رکھا ہے، ان کے متعلق جو وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں، ان کو کوئی دیکھے تو کبھی زیور کا نام نہ لے مگر طبیعتوں میں ایسا انقلاب ہوا ہے کہ دنیوی ودینی نقصانات کے باوجود عورتوں کو دن رات اس سے فرصت ہی نہیں۔

زیور استعمال کرنے کا شرعی حکم:

عورتوں کو زیور پہنانا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے، جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا اور بجتا زیور (یعنی جس زیور میں آواز ہوتی ہو) پہننا درست نہیں جیسے پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکیوں کو بھی پہنانا جائز نہیں۔ چاندی اور سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں۔

ضرورت کی وجہ سے لباس وزیور استعمال کرنے کی مختلف صورتیں اور شرعی احکام:

ضرورت کے درجے بھی ہیں:

(۱)...... ایک یہ کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے یہ تو مباح بلکہ واجب ہے۔

(۲)...... دوسرے یہ کہ ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اس کے ہونے سے راحت ملتی ہے، اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی گو کام چل جائے گا مگر وقت (دشواری) سے چلے گا۔ ایسے سامان کے رکھنے کی بھی

اجازت ہے۔

(۳)...... ایک سامان اس قسم کا ہے جس پر کوئی نہیں اٹکتا، نہ اس کے بغیر تکلیف ہوگی مگر اس کے ہونے سے اپنا دل خوش ہوگا۔ تو اپنا جی خوش کرنے کے واسطے بھی کسی سامان کے رکھنے کا بشرط وسعت مضائقہ نہیں، یہ بھی جائز ہے۔

(۴)...... ایک یہ کہ دوسروں کے دکھانے اور ان کی نگاہ میں بڑا بننے کے لیے کچھ سامان رکھا جائے، یہ حرام ہے۔ یہ جو ضرورت وغیرہ کے درجات میں نے لباس وزیور وغیرہ کے متعلق بیان کیے ہیں، یہ ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ درجہ ہر چیز میں ہے۔ دکان میں بھی اور برتنوں میں بھی، ہر چیز میں ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو وہ ضروری ہے اور جس کے بغیر تکلیف نہ ہو وہ غیر ضروری۔ اب اگر اس میں اپنا دل خوش کرنے کی نیت ہو تو مباح ہے اور اگر دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی نیت ہو تو حرام ہے اس معیار کے موافق عمل کرنا چاہیے۔

زیور اور لباس پہننے میں فاسد نیت:

جو عورتیں اپنی راحت کے لیے یا اپنا اور اپنے خاوند کا جی خوش کرنے کے لیے قیمتی کپڑا یا زیور پہنتی ہیں تو ان کو مذکورہ شرط کے ساتھ (یعنی دکھلاوے اور تکبر کے لیے نہ ہو) تو گناہ نہیں ہوتا اور جو عورتیں محض دکھلاوے کے لیے پہنتی ہیں وہ گناہ گار ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اپنے گھر میں تو ذلیل وخوار بھنگنوں کی طرح رہتی ہیں اور جب کہیں شادی میں نکلیں گی تو نواب کی بچی بن کر جائیں گی، اب عورتیں دیکھ لیں (اور اپنے دل کو ٹٹولیں) کہ یہ جوڑے بدل بدل کر جاتی ہیں، اس میں ان کی کیا نیت ہوتی ہے اگر اپنی راحت اور دل کی خوشی ہے تو گھر میں اس ٹھاٹھ سے کیوں نہیں پہنتیں۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم اپنے خاوند کی عزت کے لیے عمدہ جوڑا پہن کر نکلتی ہیں، اگر اس تاویل کو مان لیا جائے تو پہلی دفعہ ایک جوڑا تم نے شادی کے لیے نکالا تھا۔ خاوند کی عزت کے لیے تمہارے خیال میں وہی کافی تھا، اب دیکھو کہ اگر کبھی شادی میں دو تین دن جانا ہو جائے تو تم تینوں دن اسی ایک جوڑے میں جاؤ گی یا ہر دن نیا جوڑا بدلو گی؟ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہر دن نیا جوڑا بدلا جاتا ہے آخر یہ کیوں؟ خاوند کی عزت کے لیے تو ایک ہی کافی تھا مگر نہیں ایک جوڑے میں ہر دن نہیں جا سکتیں بلکہ ہر دن نیا جوڑا بدلتی ہیں اگر اور کچھ نہ بھی بدلیں گی تو دوپٹہ تو ضرور ہی بدلیں گی کیونکہ وہ سب سے اوپر رہتا ہے، سب کی نظریں اس پر پہلے پڑتی ہیں۔ اس لیے اس کو ضرورت بدلیں گی تا کہ ہر دن نیا جوڑا معلوم ہو۔ یہ سب ریا ہے اور اس غرض سے قیمتی کپڑا یا زیور پہننا حرام ہے۔

بچوں کے صفحات

تاتاریوں کا اسلام

۶۸۰ھ میں ہلاکو کے دو بیٹوں اباقاخاں اور منگول تیمور نے شام پر پھر بڑے زورشور سے لشکر کشی کی، فوج کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف منگول تیمور کی قیادت میں جو لشکر تھا اسی ہزار سواروں پر مشتمل تھا، مملک بحریہ کے سلسلہ کا پانچواں فرمانروا ملک منصور سیف الدین قلاؤن اس زمانہ میں مصر کا بادشاہ تھا، اس نے یہ خبر سن کر اپنی فوج مرتب کی اور مقابلہ کے لیے بڑھا، حمص کے قریب ۱۴؍رجب کو نہایت گھمسان کا رن پڑا جس میں منگو تیمور مارا گیا اور اباقاخاں شکست کھا کر حمدان چلا گیا یہاں اس کے بھائی نیکودار اوغلان نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور خود تخت حکومت پر قابض ہوگیا پھر اسلام قبول کر کے اپنا نام ''احمد خان'' رکھا۔ اور اب مصریوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم ہو گئے، یہاں تک کہ دونوں میں باہمی تعاون واشتراک کا ایک عہدنامہ بھی لکھا گیا۔

بادشاہ احمد خان کے مسلمان ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاری جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے، یہاں تک کہ قوبیلائی قاآن کے پوتے انندہ سلطان جوختا کا حاکم تھا اس نے بھی اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ اسلام قبول کرلیا اور شب و روز عبادت میں بسر کرنے لگا۔ واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

غور کیجئے کیا یہ امر اسلام کے قیامت تک باقی رہنے کی دلیل نہیں ہے کہ جو تاتاری پچاس سال تک اسلام اور مسلمانوں کے لیے شدید ترین وبال جان بنے رہے اور جنہوں نے اسلامی حکومتوں اور مسلمان آبادیوں کو تباہ و برباد کردینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، اب وہ خود اسلام کے حلقہ بگوش بن جاتے ہیں اور اب ان کی تمام جنگی اور انتظامی صلاحیتیں اسلام کی سربلندی سرفرازی کی کوششوں میں صرف ہوتی ہیں، اقبال نے سچ کہا ہے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے　　　پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

خلافتِ عباسیہ بغداد کا ہیرو کون تھا؟

بغداد کی خلافت بنی عباس پر گفتگو کے آخر میں یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ ہمارے نزدیک اس خلافت کا ہیرو کون تھا تاکہ آپ کو بوضاحت معلوم ہوسکے کہ ہمیں ایک خلیفہ یا سلطان کو کس معیار پر جانچنا چاہیے اور کون شخص اسلامی نقطہ نظر سے کسی سلطنت وخلافت کا ہیرو بن سکتا ہے۔

عام مورخین اسلام مامون رشید کو خلافت بنی عباس کا ہیرو کہتے ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ اس شرف کا جامہ اگر خلفاء بنی عباس میں سے کسی کے قامت موزوں پر راست آتا ہے تو وہ دوسرا خلیفہ ابوجعفر منصور ہے، اگرچہ سفاح کی طرح اس کے مزاج میں بھی تشدد اور سخت گیری کا غلبہ تھا، چنانچہ اس نے علویہ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ اس معاملہ سے کم نہیں تھا جو سفاح نے بنوامیہ کے ساتھ تھا، تاہم اس کی ذہنیت بڑی حد تک اسلامی تھی اور وہ سمجھتا تھا کہ ایک خلیفہ اسلام کا فرض محض علوم وفنون کی اشاعت نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر اس کا اہم اور ضروری فرض یہ ہے کہ وہ لوگوں کے اعمال واخلاق کی نگرانی کرے۔ بدعقیدگی سے ان کو بچائے ان کے لیے کسب واکل حلال کے وسائل وذرائع مہیا کرے، سوسائٹی کو برے رسوم وعادات سے محفوظ رکھے اور سیاسی طاقت وقوت کو اتنا مضبوط بنادے کہ دشمنوں کو اس پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوسکے۔

خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد میں اخلاق اسلامی کی نگرانی:

اس احساس فرض کے باعث خلیفہ منصور نے ایک طرف تو طرابلس وغیرہ میں رومیون نے جو شورشیں پیدا کر رکھی تھیں کو دبایا، اندرون ملک خراسانیوں کے بل بوُتے پر جو لوگ اپنے اہواء فاسدہ کو بروئے کار لانا چاہتے تھے، ان کی سرکوبی کی اور دوسری جانب اس نے اس بات کی سخت نگرانی رکھی کہ مسلمان لہو ولعب اور مخرب اخلاق مشاغل سے مجتنب رہیں، خلیفہ ہونے کے باوجود خود اس کا یہ حال تھا کہ مؤرخ طبری کے بیان کے مطابق محل شاہی میں ایک دن کے سوا لہو ولعب یا کوئی لغوبات کبھی نہیں دیکھی گئی۔

ایک مرتبہ محل میں کچھ شور سنائی دیا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک جگہ گانا ہورہا ہے، فوراً جوتہ پاؤں میں ڈال کر روانہ ہوگیا، موقع پر پہنچ کر دیکھا کہ ایک غلام طنبورہ بجارہا ہے اور چند باندیاں جو اس کے اردگرد جمع ہیں، ہنس ہنس کر ادوئے رہی ہیں، منصور کو دیکھتے ہی مجمع منتشر ہوگیا۔ اب اس نے حکم دیا کہ طنبورہ گلام کے سر سے دے مارا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور طنبورہ ٹوٹ گیا۔ اس واقعہ کے بعد منصور نے غلام کو اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں سمجھا اور اسے محل سے نکال کر فروخت کردیا۔

فیصل آباد کے قدیم اور تاریخی مدرسہ

بڑھتی ہوئی بجلی کی ضروریات اور مہنگائی کے پیش نظر

شمسی توانائی (سولر سسٹم)

الحمدللہ سولر سسٹم کا ایک حصہ مکمل ہوگیا ہے،

بقایاجات کی ادائیگی کے لئے
بھرپور تعاون کی درخواست ہے

50KW

فوری ضرورت برائے تعاون

6,000,000

ساٹھ لاکھ روپے

جامعہ ملیہ اسلامیہ،

مسجد مدرسہ والی، میں

(سولر سسٹم)

کی تنصیب میں تعاون کی ضرورت ہے

تمام حضرات اپنی طرف سے اور عزیز واقارب مرحومین
کی طرف سے خوب حصہ ڈالیں

مولانا جواد الرحمن لدھیانوی مہتمم
مولانا حماد الرحمن لدھیانوی نائب مہتمم
جامعہ ملیہ اسلامیہ، محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد
041-8711569
0300-9657076

Monthly
Magazine
Millia
JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16

اہم اعلان

ابن انیس نمبر

ماہنامہ ملیہ فیصل آباد

ابن انیس حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

بانی ماہنامہ ملیہ، مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ، خلیفہ ومجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ

کی حیات وخدمات پر انشاء اللہ بہت جلد نمبر شائع کیا جائے گا،

تمام شاگرد، متوسلین ومحبین سے گزارش ہے
کہ جلد از جلد اپنے مضامین ارسال فرمائیں

برائے رابطہ:
جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد
محلہ خالصہ کالج، P.O مدینہ ٹاؤن،
041-8711569 0300-9657076
www.milliafsd.com